احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کیلئے

روزنامہ الفضل ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
جلد ۷۷-۴۲ | بدھ - ۱۴۱۳ھ / ۲۸-اخاء ۱۳۷۱ہش، ۲۸. اکتوبر ۱۹۹۲ء | نمبر ۲۴۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لقاءِ الٰہی

لقاء کے مضمون کو سمجھ کر اپنے اندر شعور پیدا کرنا یہ لقاء کی طرف پہلا قدم ہے۔ پھر جیسا مَیں نے بیان کیا اپنے اندر ذاتی لطافتیں پیدا کریں تاکہ یہ دیدار جو ہے محض ایک غائب کا دیدار نہ ہو بلکہ ایک ایسے حاضر کا دیدار ہو جو دیکھ کر پھر آنکھوں سے آنکھیں ملائے ورنہ یہ سارے نظارے یوں ہونگے جیسے آپ کسی چیز کا حُسن دیکھ رہے ہوں لیکن علم نہیں کہ وہ کہاں ہے وہ نظر آنے کے باوجود بھی پردوں میں رہے گی۔

(ارشاد حضرت امام جماعت احمدیہ۔ الرابع ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز)

ارشادات حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"دین اور دنیا ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے سوائے اس حالت کے جب خدا چاہے تو کسی شخص کی فطرت کو ایسا سعید بنائے کہ وہ دنیا کے کاروبار میں پڑ کر بھی اپنے دین کو مقدّم رکھے۔ ایسے شخص بھی دنیا میں ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایک شخص کا ذکر تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ ایک شخص ہزار ہا روپیہ کے لین دین کرتے میں مصروف تھا۔ ایک ولی اللہ نے اس کو دیکھا اور کشفی نگاہ اس پر ڈالی تو اسے معلوم ہوا کہ اس کا دل باوجود اس قدر لین دین روپیہ کے خدا تعالیٰ سے ایک دم غافل نہ تھا۔ ایسے ہی آدمیوں کے متعلق خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے (ــــ) کوئی تجارت اور خرید و فروخت ان کو غافل نہیں کرتی۔ اور انسان کا کمال بھی یہی ہے کہ دنیوی کاروبار میں بھی مصروفیت رکھے اور پھر خدا کو بھی نہ بھولے۔ وہ ٹٹو کس کام کا ہے جو بروقت بوجھ لادنے کے بیٹھ جاتا ہے۔ اور جب خالی ہو تو خوب چلتا ہے۔ وہ قابلِ تعریف نہیں۔ وہ فقیر جو دنیوی کاموں سے گھبرا کر گوشہ نشین بن جاتا ہے وہ ایک کمزوری دکھلاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صـــ ۱۶۲)

درخواست دُعا

محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں

○ جیسا کہ پہلے بھی الفضل میں دعا کا اعلان ہو چکا ہے کہ عزیز تقی نصر اللہ صاحب ابن مکرم برادرم چوہدری محمود نصر اللہ صاحب کی کینیڈا میں ایک حادثہ کے دوران دونوں آنکھوں کی بینائی ضائع ہوگئی ہے پہلے ڈاکٹروں نے مایوسی کا اظہار کیا تھا مگر اب چوہدری محمود نصر اللہ صاحب نے بتایا ہے کہ کینیڈا کے ایک نیشنل ڈاکٹر نے اپریشن کرنے کی حامی بھر لی ہے اور بینائی کے بحال ہونے کی امید دلائی ہے۔ اصل شفاء خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے وہ اگر چاہے تو شفایابی میں کوئی امر مانع نہیں ہو سکتا مکرم چوہدری محمود نصر اللہ صاحب، مکرم چوہدری شکر اللہ خان صاحب آف ڈسکہ کے بیٹے اور حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کے بھتیجے ہیں۔ جماعت احمدیہ کے لئے اس خاندان کی نمایاں خدمات ہیں۔ چوہدری محمود نصر اللہ صاحب کا ایک بیٹا پہلے بھی ایک حادثہ ہی میں اللہ کو پیارا ہو چکا ہے۔ میں جملہ احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتا ہوں کہ ہمارا وہ شافیٔ مطلق خدا محض اپنے فضل سے اس بچہ کو بینائی عطا فرمائے اور صحت و سلامتی والی لمبی کامیاب زندگی عطا فرمائے۔

○ عزیز حبیب احمد ابن مکرم محمد ادریس صاحب جو کہ تحریکِ وقفِ نو میں شامل ہے۔ اور مولانا محمد اسماعیل صاحب دیالگڑھی کا پوتا ہے۔ دس دن سے شیخ زید ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہے۔ دس دن سے آکسیجن لگی ہوئی ہے اور بے ہوشی کی حالت میں ہے۔

احباب ان کے لئے دعا کریں۔

ہماری دُعا تدبیر اور تدبیر دُعا ہے

اقتباس از خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث

"دُنیا کی حسنات کے لئے کوشش کرنے کا بھی حکم ہے۔ ہماری دُعا تدبیر اور تدبیر دُعا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم (دین حق) کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق حسناتِ دُنیا کے حصول کی کوشش کرو لیکن صرف اپنی کوششوں پر بھروسہ نہ رکھو بلکہ دُعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات کی ہدایت دے اور پھر ایسے طریقوں سے تمہیں وہ دنیوی حسنات عطا کرے جو تم پر خدا تعالیٰ کے قرب کی راہیں کھولنے والی ہوں اور خدا سے دُور لے جانے والی نہ ہوں۔

پس تم دُعا کرو کہ حقیقی معنی میں جو حسنات ہیں وہ تمہیں ملیں یعنی محض کوشش اور تدبیر ہی نہ کرو بلکہ دُعا بھی کرو۔ چنانچہ (اے ہمارے رب ہمیں اس دُنیا کی بھلائی عطا فرما) کے الفاظ میں خدا نے خود ہی دُعا بھی سکھا دی اور چونکہ دُنیا کی اس مختصر سی زندگی کے بعد ایک نہ ختم ہونے والی اُخروی زندگی ملنی ہے اس لئے ساتھ ہی (اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما) اُخروی حسنات کے ملنے کا بھی ذکر کر دیا۔ اور پھر (ہمیں آگ کے عذاب سے بچا) کے الفاظ میں اُخروی زندگی کی تکالیف سے بچنے کا بھی ذکر ہے۔ بہرحال جب ہم دنیوی لحاظ سے سوچتے ہیں تو (دینِ حق) کی تعلیم ہمارے لئے دنیوی حسنات اور شرف اور بزرگی کے سامان پیدا کرتی ہے بشرطیکہ انسان کی تدابیر دُعاؤں کی بنیاد پر استوار ہوں۔

دنیوی حسنات میں سے مثلاً تجارت ہے۔ دینِ حق میں تجارت کے جو اصول بتائے گئے ہیں ان پر عمل پیرا ہو کر تجارتیں کامیابی سے چلتی ہیں اگرچہ کامیابی کی سب سے بڑی ضمانت تو دُعا ہے لیکن اس کے جو دوسرے اصول بتلائے گئے ہیں ان کو بھی مدِ نظر رکھنا ضروری ہے۔ مثلاً دیانت داری ہے۔ (دین حق) نے اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ لین دین میں دیانت داری سے کام لو۔ اور کوئی کھوٹ نہ ہو۔ نہ طبیعت میں کھوٹ ہو۔ اور نہ مال میں تو اس سے تجارت خوب چمکتی ہے چنانچہ دُنیا کی تجارت کی تاریخ پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں تجارت میں وہی افراد اور قومیں کامیاب نظر آتی ہیں جو

باقی صـــ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۸۔ اخاء ۱۳۷۱ ہش ۲۸۔ اکتوبر ۱۹۹۲ء

دِل کا اثر

ہم کوئی کام کرتے ہیں تو کیوں کرتے ہیں۔ ہمیں اس کام کے کرنے کی ترغیب کون دیتا ہے۔ کون ہمیں یقین دلاتا ہے کہ ہمیں یہ کام کرنا چاہیئے۔ اس کے حُسن و قبح کا فیصلہ کون کرتا ہے۔ ہم کسی دوسرے شخص کی بات نہیں کر رہے بلکہ اپنے ہی جسم کے حصوں کا تجزیہ کرنے کے لئے اپنے آپ سے پوچھ رہے ہیں کہ ہم جو کام بھی کرتے ہیں ہاتھ سے ہو یا پاؤں سے یا اپنے جسم کے کسی اور حصہ سے۔ وہ ہمارے جسم کا کون سا حصہ ہے جو ہمیں کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ سوال تو لمبا ہو گیا ہے۔ لیکن اس کا جواب مختصر ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہمارا دل ہمیں کسی کام کے کرنے کی طرف ترغیب دلاتا ہے۔ دل کہتا ہے اور ہم کرتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات تو دل اس طرح کہتا ہے کہ ہم چاہیں بھی تو رُک نہیں سکتے۔ دل مچل جاتا ہے کہ یہ یا وہ کام ضرور کیا جائے۔ ذہن بھی سوچتا ہے۔ اور ہماری راہنمائی کرتا ہے۔ لیکن اس کی بنیاد دل میں ہے۔

دل پہ قابو ہو تو دل کو مچلنے نہ دیں۔ اور اس کے کہے میں اتنا نہ آجائیں کہ بعد میں پچھتانا پڑے۔ اسے اتنی عجلت کی عادت نہ پڑ جائے کہ ذہن کو سوچنے کا موقعہ ہی نہ دے۔ اور کئے جانے والے کام کے حسن و قبح پر غور کا موقعہ ہی نہ ملے۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ ٹھنڈے دل سے غور کرو۔ دل کو ٹھنڈا رکھیں تو ہر کام کے متعلق سوچنے کا موقعہ ملے گا۔ اور بعد میں اگر یہ بھی پتہ چلے کہ کام غلط تھا تو زیادہ افسوس نہیں ہوگا کیونکہ ہم نے سوچ سمجھ کر کیا ہوگا۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم دل کے قابو میں ہیں اور دل کے کہے پر چلنے کے لئے مجبور ہیں تو دل بھی کوئی اتنا آزاد نہیں ہے۔ وہ بھی مجبور ہے۔ وہ مجبور ہے حالات سے۔ اپنے اردگرد کے حالات سے۔ دل کے رجحانات از خود تو نہیں بن جاتے۔ یہ بنتے ہیں ان باتوں سے جو وہ دیکھتا ہے اور سنتا ہے۔ کبھی مثبت اثرات لیتا ہے۔ اور کبھی منفی اثرات۔ ایک ہی بات سے ایک شخص کا دل مثبت اثرات لیتا ہے اور دوسرے کا منفی۔ اور یہی وہ اثرات ہیں جو دل کے رجحانات کا باعث بنتے ہیں اور جو ہر شخص کی اپنے اپنے رنگ اور اپنی اپنی نہج پر رہنمائی کرتے ہیں۔ اگر ہم اچھے ماحول میں رہیں تو یقیناً دل کی رہنمائی بہت مفید ہو گی اور ہم آسانی سے اچھے اور نیک کام کر سکیں گے۔ دل کو ٹھیک رکھئے کام ٹھیک ہو جائیں گے۔

جھوٹ کے تھال میں دیتے ہیں جو سوغات مجھے
دامِ ہمرنگ زمیں لگتی ہے ہر بات مجھے
جھوٹ کو بات کوئی راس نہیں آسکتی
اور آسودہ بنا دیتے ہیں حالات مجھے

ابوالاقبال ———

رکھ اپنی راہ و رسم کسی دیدہ ور کے ساتھ
اور بیٹھ اُٹھ ہمیشہ تو اہلِ نظر کے ساتھ

کھوٹے کھرے میں فرق کی جس کو نہیں تمیز
کر دوستی کبھی نہ تو اُس بے خبر کے ساتھ

بگڑے کبھی نہ تیرا مقدر خدا کرے
پالا پڑے تجھے نہ کسی بدگہر کے ساتھ

خود بڑھ کے پیش قدمی کو آتی ہیں منزلیں
ذوقِ سفر بھی ہو اگر عزمِ سفر کے ساتھ

مر کر بھی پا سکے گا نہ وہ منزل مراد
جو رہ گیا چمٹ کے فقط رہگذر کے ساتھ

واجب ہے تجھ پہ بندۂ مومن ہے تو اگر
حُسنِ سلوک کرنا ہر اک ہم سفر کے ساتھ

منزل قریب آئی تو رستہ بدل لیا
اُف توبہ! یہ سلوک شریکِ سفر کے ساتھ

تو آسماں کی بات کرے وہ زمین کی
کیسے نبھے بھلا تری اس کم نظر کے ساتھ

ممکن نہیں کہ چین و سکوں ہو اُسے نصیب
اُلجھا لیا ہے، جس نے بھی دل سیم و زر کے ساتھ

ہے جستجو وفا کی تو اے دوست دل لگا
اس ربِّ کائنات شہِ بحر و بر کے ساتھ

ہیں وہ تو اس کی ایک تجلّی کے شاہکار
دُوں کیا مماثلت اُسے شمس و قمر کے ساتھ

پردے وہ درمیان سے دیتا ہے خود اُٹھا
جب آپ پیار کرنے پہ آئے بشر کے ساتھ

سچّی دُعا وہی ہے کہ جس میں ہوا ہے ندیم
دل بھی ترا گداز تری چشمِ تر کے ساتھ

صدّیقؔ اُٹھ کہ وقتِ سحَراب قریب ہے
جاگ اُٹھتا ہے نصیب دُعائے سحر کے ساتھ

محمد صدیق امرتسری

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چوہدری ظہور احمد

کشمیر کی کہانی

روزنامہ انقلاب اور اس کے دونوں مدیران مولانا عبدالمجید سالک اور مولانا غلام رسول مہر نے روز اول سے ہی آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا ساتھ دیا تھا۔ انہی کی طرح روزنامہ سیاست اور اس کے مدیر مولانا سید حبیب شاہ بھی ہر طرح سے ممد رہے انہیں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا رکن ہونے کی حیثیت سے کشمیر بھجوایا گیا۔ وہ وہاں کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے مفید کام کر رہے تھے کہ زمیندار والوں کو بھی جوش آیا اور مولانا اختر علی سرینگر پہنچ گئے۔ انہوں نے پہنچتے ہی ایک طرف سید حبیب کے خلاف خوب زہر اگلا اور دوسری طرف اپنے آپ کو صلح کا پیغامبر ظاہر کر کے یہ پیشکش کی کہ وہ مسلمانوں میں صلح کروا سکتے ہیں۔

لیکن فریقین نے ان سے علی الاعلان بیزاری کا اظہار کیا اور پچھلے سال کی طرح اس سال بھی ان کا دورہ ناکام رہا۔ اختر علی نے کشمیر میں دو تین ماہ جیسے گذارے اس کا علم کشمیر کے لوگوں کو بھی ہوتا رہتا تھا۔ یہی باتیں ان کے خلاف نفرت بڑھانے کا موجب ہوئیں۔

کانفرنس کو کامیاب بنانے میں پنجاب کے (۔) پریس نے بھی بڑے زوردار مضامین لکھے۔ مثلاً موقر اخبار الفضل نے لکھا۔

اس کانفرنس میں مسلمانوں کے جس قدر زیادہ نمائندے شامل ہوں گے اسی قدر زیادہ فائدہ مرتب ہوگا۔ ایک طرف تو حکومت باسانی یہ اندازہ لگا سکے گی کہ ہر حصہ اور ہر طبقہ کے مسلمان حقوق طلبی کے لئے کیسے صادقانہ جذبات رکھتے ہیں اور دوسری طرف وہ رہنما جن کے کندھوں پر ساری قوم کی راہنمائی کی نازک ذمہ داری عائد ہے انہیں مشورہ طلب امور میں اپنی قوم کے زیادہ سے زیادہ نمائندوں کی آراء سے آگاہی ہو سکے گی۔ اور آئندہ کے لئے بہترین لائحہ عمل تجویز کیا جا سکے گا۔ پس ضرورت ہے کہ ریاست کے ہر حصہ اور ہر علاقہ کے مسلمان نمائندے اس کانفرنس میں شریک ہوں۔ تکلیف اٹھا کر شریک ہوں۔ اپنی غربت اور افلاس کے ہاتھوں تنگ ہونے کے باوجود شریک ہوں تاکہ کوئی متفقہ طریق کار تجویز کر سکیں اور اپنے حقوق کی حفاظت اور اپنی عزت و آبرو کی بحالی کے لئے انہوں نے جو کام شروع کر رکھا ہے اور جس کی خاطر تھوڑے عرصہ میں انہوں نے نہایت شاندار جانی اور مالی قربانیاں پیش کی ہیں وہ مکمل ہو سکے۔

کانفرنس کی تیاری کے دوران مختلف مراحل پر مشکلات بھی پیدا ہو رہی تھیں۔ سرینگر اور جموں ہر دو جگہ تھوڑی بہت مخالفت بھی تھی۔ اس اثناء میں ۱۵ ستمبر ۳۲ء کو تالاب کھٹیکاں میں ایک جلسہ منعقد ہوا اس جلسہ کی جو روئیداد پنجاب کے اخبارات میں شائع ہوئی وہ سخت مغالطہ پیدا کرنے والی تھی۔ شیخ محمد عبداللہ پر یہ الزام عائد کیا گیا تھا کہ انہوں نے حکومت ریاست کو لکھ کر یہ تجویز دے دی ہے کہ اگر گلانسی کمیشن کی رپورٹ کو عملی جامہ پہنا دیا جائے۔ تو میں ایجی ٹیشن بند کر دوں گا۔ حالانکہ اس کانفرنس کے انعقاد کی تو غرض ہی سراسر مختلف اور جداگانہ تھی۔

یہ الزام سراسر غلط اور بے بنیاد تھا تاہم جو غلط فہمی پیدا کر دی گئی تھی اس کا ازالہ ضروری تھا۔ چوہدری غلام عباس نے اخبار پاسبان جموں میں جو ایک محب وطن ایم معراج دین اور مولانا عبدالمجید قرشی کی کوششوں سے جموں میں جاری ہو چکا تھا۔ اس بارے میں ایک مدلل اور مبسوط بیان شائع کروایا جس میں ان تمام غلط فہمیوں کا ازالہ کر کے کانفرنس کو کامیاب بنانے کی پر زور تحریک کی تھی۔ چوہدری صاحب نے اس بیان میں لکھا۔

کانفرنس میں ہر قسم کے سیاسی مسائل زیر بحث آئیں گے خصوصاً گلینسی کمیشن کی سفارشات کے حسن و قبح پر بحث ہوگی کہ ان کو کس حد تک قبول کیا جا سکتا ہے اس کے علاوہ ہر وہ تجویز کانفرنس میں پیش ہوگی جس کا مسلمانوں کی سیاسی و عمرانی زندگی سے تعلق ہے جس کا اعلان کانفرنس کی مجلس استقبالیہ کر چکی ہے۔ اور جس کی تصدیق شیخ عبدالحمید (وکیل) رکن بورڈ جو اس مجلس میں (جس میں یہ باتیں سری نگر میں طے ہوئی تھیں شامل تھے) کرتے ہیں۔ اس لئے میں مسلمانان ریاست سے پر زور عرض کروں گا کہ وہ اپنے تمام مناقشات کو بالائے طاق رکھ کر آل انڈیا کشمیر کمیٹی کانفرنس کو کامیاب بنائیں۔

نیز شیخ محمد عبداللہ نے تمام اخبارات کو ۲۳ ستمبر ۱۹۳۲ء کو یہ تار بھجوایا۔

جموں میں مسلمانوں کے ایک جلسہ کی جو روئیداد اخبار سیاست ۲۱ ستمبر ۱۹۳۲ء میں شائع ہوئی ہے وہ بے بنیاد اور شبہات پر مبنی ہے۔ میرے اور حکومت کے درمیان جیسا کہ گوہر رحمان صاحب نے بیان کیا ہے گلینسی رپورٹ کے متعلق کوئی سمجھوتہ نہیں ہوا۔ اور نہ ہی یہ صحیح ہے کہ کانفرنس میں گلینسی رپورٹ پر بحث نہیں کی جائے گی۔ پیش ہونے والے مسائل کے متعلق ہر مسلمان کی طرح میں بھی اکثریت کے فیصلہ کا پابند ہوں۔ گوہر رحمان کا اپنے یا اپنے احباب کے شبہات کی تصدیق کئے بغیر ہی اسے پبلک میں لانا افسوسناک ہے۔

شیخ صاحب کے اس واضح بیان سے سب غلط فہمیوں کا ازالہ ہو گیا۔ لیکن کچھ مخالف عناصر اپنی اپنی جگہ پھر بھی مصروف کار رہے۔ اور عین اس وقت جب کہ کانفرنس کے انعقاد کی تیاریاں بڑے زوروں پر تھیں۔ ایک افسوسناک ہندو مسلم فساد برپا ہو گیا۔ ہوا یہ کہ سرینگر میں سرکاری طور پر ہفتہ صحت منایا جاتا تھا۔ جب یہ ہفتہ شروع ہوا مسلمان پوری تن دہی سے حکومت سے تعاون کرنے لگے۔ اور گلی کوچوں اور بازاروں اور شاہراہوں کو صاف ستھرا بنا دیا۔ آخری روز ایک عظیم الشان جلوس نکل رہا تھا۔ جلوس میں بہت بڑی اکثریت مسلمانوں ہی کی تھی جب جلوس کدل میں سے گزرنے لگا جہاں کشمیری پنڈتوں کی بھاری اکثریت ہے تو ہندوؤں نے دکانوں اور مکانوں پر سے پتھراؤ شروع کر دیا بوتلیں پھینکی گئیں۔ جلوس میں شامل بعض مسلمانوں کو پیٹا گیا۔ بہت سے مسلمان بری طرح زخمی ہوئے حکومت کی طرف سے پہلے دفعہ ۱۴۴ نافذ کی گئی۔ پھر کرفیو لگا دیا گیا اور سارے شہر پر فوج کا قبضہ ہو گیا۔ لیکن ہندو پولیس اور ہندو ملٹری نے مسلمانوں ہی کو آلام کا نشانہ بنانے کی کوشش کی اس ساری کارروائی کا مقصد آل کشمیر مسلم کانفرنس کے قیام والے اجلاس کے انعقاد کو روکنے کے سوا اور کچھ نہ ہو سکتا تھا۔

مسلمانان کشمیر نے اس موقعہ پر انتہائی تحمل اور بردباری اور سوجھ بوجھ سے کام لیا جس کا خاطر خواہ نتیجہ بھی نکلا۔

تین چار دن کی متواتر کوشش سے حالات سدھر گئے کشمیری پنڈتوں نے پنڈت جیالال کلم کی سرکردگی میں ایک بہت بڑا جلوس نکالا اور مسجد اہل حدیث کے پاس آ کر رک گئے۔ جہاں مسلمان پہلے سے جمع تھے شیخ محمد عبداللہ بھی وہاں موجود تھے۔ شیخ صاحب نے مسلمانوں کو آگاہ کیا کہ یہ لوگ آپ سے معافی مانگنے آئے ہیں۔ ان کے ساتھ آپ وہی سلوک کریں جو آپ کے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا یعنی انہیں معاف کر دیں۔ پنڈت جیالال کلم نے انتہائی لجاجت سے معافی مانگی۔ جس پر سب نے مل کر ہندو مسلم اتحاد زندہ باد کے نعرے لگائے۔ اور یہ قضیہ نامرضیہ مسلمانوں کی اخلاقی فتح پر ختم ہو گیا۔

ایک چھوٹی سی بات

محترمہ احمدی بیگم صاحبہ لاہور سے لکھتی ہیں۔

الفضل سے "ایک چھوٹی سی بات" بڑی دلچسپی سے پڑھتی ہوں اور بچوں کو بھی پڑھواتی ہوں۔ گذشتہ ماہ مجھے بھی ایک چھوٹی سی بات سے واسطہ پڑا جو تحریر کر رہی ہوں اگر قابل اشاعت ہو تو چھپوا۔ ورنہ بصورت دیگر میرے لئے تو ہر صورت میں یہ فائدہ مند ہے۔

کہنے کو تو یہ ایک چھوٹی بات ہے اور ہے بھی بہت خلوص بھری مگر جب اس کے نتائج سے واسطہ پڑا تو وبال جان ثابت ہوئی۔

ہمارے ہاں مہمانوں کی خاطر تواضع کا بڑا مخلصانہ دستور ہے اور یہ ہونا بھی چاہیئے مگر اسی تواضع کے ساتھ جب "اور لیں آپ تکلف کیوں کر رہے ہیں" کی تکرار شدت اختیار کر لیتی ہے تو یہ تواضع مہمان کو پریشان کر دیتی ہے اور وہ صاحب خانہ کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے کچھ اور لینے پر مجبور ہو جاتا ہے اور اس کی یہ مجبوری بعد میں اس کو کئی روز پریشان رکھتی ہے جس کی تازہ مثال میں خود ہوں۔

کافی عرصہ سے میں انتڑیوں میں خراش اور گھٹنوں میں درد کی وجہ سے تکلیف میں ہوں۔ علاج کے ساتھ ڈاکٹری ہدایت کے مطابق پرہیز سے کام لیتی ہوں تو طبیعت بہتر رہتی ہے اور اس پرہیز کو قائم رکھنے کے لئے ملنے ملانے کے لئے اب کم ہی کہیں جاتی ہوں۔ مگر گزشتہ ماہ ایک دو قریبی عزیزوں نے اپنے بچوں کی شادیوں میں شرکت پر مجبور کیا تو میں ان کے ہمراہ لاہور سے باہر جانے پر تیار ہو گئی۔ چار گھنٹے کا سفر آرام دہ کار پر ہوا۔ اور ہمراہیوں نے بھی بہت خیال رکھا جس کی وجہ سے بہت پرسکون طور پر منزل مقصود پر پہنچی۔ شادیوں کے ہنگامے عروج پر تھے مگر باوجود ان ہنگاموں میں مصروف ہونے کے گھر والوں نے خصوصی توجہ مجھے دی جس کی میں ان کی مشکور رہی مگر اس توجہ کے نتیجہ میں جب دستر خوان پر "اور لیں آپ وہم نہ کریں کچھ نہیں ہوگا" سے واسطہ پڑا

باقی ص۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات —— نون ۔ سین

مشرقِ وسطیٰ / امن مذاکرات

تنظیم آزادی فلسطین کی مرکزی کونسل نے دو روزہ اجلاس کے اختتام پر یہ فیصلہ کیا کہ مشرق وسطیٰ میں قیام امن کی جو کوششیں ہو رہی ہیں ان میں شرکت جاری رکھنی چاہیئے۔ اس کونسل کے ۹۰ ممبر ہیں اور اسے ایک چھوٹی پارلیمنٹ کہا جاسکتا ہے اس کونسل نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ یہ تقاضا جاری رکھا جائے کہ اقوام متحدہ کی قرارداد نمبر ۲۴۲، پر عملدرآمد ہونا چاہیئے۔ اس قرارداد میں یہ کہا گیا ہے کہ امن کے حصول کے لئے اسرائیل کو تمام مقبوضہ عرب علاقے واپس کر دینے چاہئیں۔ اس کونسل نے اسرائیل کی اس تجویز کو مسترد کر دیا جس میں محدود حق خود ارادیت دینے کا ذکر ہے۔ اسرائیل نے گذشتہ دنوں کہا تھا کہ مغربی کنارے اور غازہ پٹی میں آئندہ پانچ سال کے لئے فلسطینیوں کو محدود حق خود ارادیت دیا جاسکتا ہے۔ بعض تجزیہ نگاروں کا خیال تھا کہ جو کچھ مل رہا ہے وہ لے لینا چاہیئے۔ اور اس سے زیادہ کے لئے مطالبہ جاری رکھنا چاہیئے۔ لیکن اس کونسل نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ بات فلسطینیوں کے حق میں نہیں ہے۔ شائد اس کی یہ وجہ ہو کہ کونسل نے یہ محسوس کیا کہ تھوڑی سی آزادی دے کر پھر آگے بڑھنے سے روک دیا جائے گا۔ یاسر عرفات نے اس کونسل کے اجلاسوں کی کارروائی پر تسلی کا اظہار کیا اور کہا کہ وہ اس کے فیصلوں سے پوری طرح مطمئن ہیں۔ یہ کونسل بلائی ہی اس لئے گئی تھی کہ یہ فیصلہ کیا جاسکے کہ قیام امن کی کوششوں میں شرکت جاری رکھی جائے یا اسے ختم کر دیا جائے۔ یہ اجلاس جس کے متعلق یہ فیصلہ کیا گیا ہے آئندہ ہفتے واشنگٹن میں ہونے والا ہے۔ جیسا کہ ہمارے قارئین جانتے ہیں اس سے پہلا اجلاس بھی واشنگٹن ہی میں ہوا تھا۔ اور وہ چھٹا اجلاس تھا۔ ان کوششوں کے لئے سب سے پہلا اجلاس میڈرڈ میں ہوا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اگرچہ ان اجلاسوں کا کوئی خاص نتیجہ تو نہیں نکلا۔ لیکن ان کا جاری رکھنا مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ ہر اجلاس کے بعد کم از کم یہ محسوس کیا جاسکتا ہے کہ دونوں فریق ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھ کر بات کرنے سے خاصا اطمینان حاصل کرتے ہیں۔ اگرچہ بیان یہی دیتے ہیں کہ ان اجلاسوں سے کوئی نتیجہ حاصل نہیں ہو رہا۔

چین / امریکہ تعلقات

اتوار کے روز چین نے کہا کہ صدر جارج بش نے جو ہانگ کانگ کے سلسلے میں بل تیار کیا ہے اور جس پر انہوں نے دستخط کئے ہیں وہ ہمیں کسی صورت بھی قبول نہیں ہے۔ اس لئے ہم اس کے خلاف احتجاج کرتے ہیں۔ نائب وزیر خارجہ نے گذشتہ روز امریکہ کے سفیر سٹیپل ٹن رائے سے کہا کہ وہ اپنی حکومت تک چین کے اس احتجاج کو پہنچا دے۔ اور مزید یہ بھی کہا کہ نئی پالیسی جو اختیار کی جارہی ہے وہ چین اور امریکہ کے تعلقات کو خراب کر دے گی۔ اور یہ خرابی ایسی ہے جو امریکہ کے اقتصادی حالات کو ہانگ کانگ میں بری طرح متاثر کرے گی۔ یہ بل صدر بش نے ۵ اکتوبر کو تیار کیا تھا۔ یعنی اس پر دستخط کئے تھے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ جب ہانگ کانگ برطانوی کالونی نہیں رہے گا۔ اور یہ چین کے پاس چلا جائے گا۔ اور ایسا ۱۹۹۷ء کو ہوگا۔ تو اس وقت امریکہ ہانگ کانگ سے بلاواسطہ تعلق پیدا کرے گا۔ یعنی بجائے اس کے کہ اسے چین کا علاقہ سمجھے اسے ایک غیر علاقہ سمجھ کر امریکہ اس کے ساتھ بلاواسطہ تعلق قائم کرنے کی کوشش کرے گا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ امریکہ اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ برطانیہ سے آزاد ہو کر ہانگ کانگ چین کا ایک عنصر بن جائے گا۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ برطانیہ ۱۹۹۷ء میں ہانگ کانگ کو چین کے حوالے کرنے کا فیصلہ کر چکا ہے۔ ایسا کرنے سے یقیناً امریکہ اور چین کے حالات خراب ہوں گے۔ اسی لئے چین نے افسوس کا اظہار کیا ہے اور زبردست احتجاج کرتے ہوئے امریکہ کو متنبہ کیا ہے کہ اس نئی پالیسی کے نتیجہ میں چین کی بجائے امریکہ کو زیادہ نقصان ہوگا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ عالمی طور پر تسلیم شدہ اصولوں کے خلاف امریکہ نے ہانگ کانگ سے یہ معاہدہ کیا ہے۔ امریکی سفارت خانے کے ایک نمائندے نے بیجنگ میں کہا کہ یہ بات درست ہے کہ ان کے سفیر وزارت خارجہ گئے اور وہاں انہوں نے احتجاج وصول کیا۔

جیو اور جینے دو

ہیومن رائٹس کمیشن پاکستان نے ایک سیمینار میں جہاں پر کچھ بحث و مباحثہ کا بھی موقعہ دیا گیا۔ اس بات کو کھل کر بیان کیا کہ معاشرے میں تشدد کا رجحان صرف اسی صورت ہی ختم ہو سکتا ہے کہ لوگ اپنی اپنی طاقتوں کو صحیح طور پر استعمال کرنا سیکھیں اور ان کے لئے مواقع پیدا کئے جائیں کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا سکیں۔ جب کسی شخص کی صلاحیتیں بروئے کار نہیں آسکتیں اور وہ اپنے آپ کو اور اپنی زندگی کو بیکار اور بے فائدہ بناتے کے لئے تشدد پر اتر آتا ہے۔

انسانی کمیشن کے نمائندوں نے گوئٹے انسٹی ٹیوٹ لاہور میں یہ سیمینار منعقد کیا۔ اس میں تاریخ اور تشدد کی سماجی جڑیں خاص طور پر برصغیر پاک و ہند میں پیش کی گئیں۔ یہ بھی بات زیر بحث آئی کہ سیاست کا تشدد کے ساتھ کتنا تعلق ہے اور عورتوں کے ساتھ تشدد کیوں کیا جاتا ہے۔ مختلف مقررین نے مختلف موضوعات پر تقریر کرتے ہوئے اس بات کی طرف اشارہ کیا۔ کہ یہ سب کچھ صلاحیتوں کو آگے بڑھنے سے روکنے اور انہیں پوری طرح سے فائدہ نہ اٹھانے دینے کا نتیجہ ہے مقررین نے اس بات پر زور دیا کہ ہر شخص کی رائے کو اہمیت دینی چاہیئے اور اسی کا نام جمہوریت ہے اور ہر شخص کو آزادانہ طور پر اپنی صلاحیتوں کا استعمال کرنے کی اجازت دینا چاہیئے۔ یہ بھی کہا گیا کہ اختلاف رائے کے بغیر تو کوئی معاشرہ ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لئے اختلاف رائے کے متعلق بہترین نظریہ یہ ہے کہ ”جیو اور جینے دو“ یعنی اپنے خیالات کا اظہار کرو اور دوسروں کو ان کے خیالات کا اظہار کرنے کا موقعہ دو۔ تمام لوگوں کو یہ سوچنا اور سمجھنا چاہیئے کہ وہ ایک ملک کے باشندے ہیں اور باوجود اس کے کہ ان کا تعلق مختلف قومیتوں اور صوبوں سے ہے وہ دراصل ایک اکائی ہیں۔

چین کی دوائیں

بتایا گیا ہے کہ چین نے جڑی بوٹیوں سے ایک ایسی دوا تیار کر لی ہے جو دل کے مریضوں کو سو فی صد فائدہ دیتی ہے اور جس کے استعمال کے بعد بائی پاس سرجری کی ضرورت نہیں رہتی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ چین کی بہت سی دوائیں امریکہ برطانیہ کینیڈا اور ایسے ہی ترقی یافتہ ممالک میں منگوائی جا رہی ہیں کیونکہ تجربہ نے یہ بتایا ہے کہ چین میں یہ دوائیں بہت کامیاب ثابت ہوئی ہیں۔ ڈاکٹر اسلم خان جنہوں نے یہ بات بتائی ہے ایک سائنسدان ہیں اور چیف ایگزیکٹو تارق سائنڈ میڈیکل اینڈ میڈیسن کمپنی ہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ۲۱ اکتوبر کو تین روزہ عالمی کانفرنس کے لئے چین جا رہے ہیں۔ وہاں پر نئے علاج زیر بحث آئیں گے۔ اب تک وہ جاکر واپس بھی آگئے ہوں گے۔ اب دیکھنا ہے کہ وہ اپنے اس دورے کے متعلق پاکستانیوں کو کیا کچھ بتلاتے ہیں۔

اردن فارن ایکسچینج

۱۹۸۹ء میں اردن نے فارن ایکسچینج ڈیلر کا سلسلہ اس لئے ختم کر دیا تھا کہ وہ دینار کی کمزور حیثیت کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کر کے اقتصادی منڈی میں دشواریاں پیدا کر رہے تھے۔ اب اردن کے سنٹرل بینک نے بتایا ہے کہ اس نے پندرہ فارن ایکسچینج ڈیلرز کی درخواستیں منظور کر لی ہیں۔ اس وقت تک ۳۰۰ درخواستیں آچکی ہیں یہ اس فیصلے کے نتیجہ میں ہے جس میں یہ کہا گیا تھا کہ اب فارن ایکسچینج ڈیلرز کو دوبارہ اجازت دے دی جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ کوئی ملک بھی فارن ایکسچینج ڈیلرز کے بغیر آسانی سے کام نہیں چلا سکتا۔ لیکن فارن ایکسچینج ڈیلرز کو بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ مقامی منڈی اور مقامی کرنسی کو نقصان نہ پہنچایا جائے۔ کیونکہ اگر ایسا کیا جائے تو اس فارن ایکسچینج ڈیلرشپ کا فائدہ کی نسبت نقصان زیادہ ہوتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرزا محمد اقبال

پارلیمنٹ (قومی اسمبلی)

پارلیمنٹ (PARLIAMENT) سے مراد ایسی مجلس یا ملک کا اعلیٰ سطح کا قانون ساز ادارہ ہوتا ہے جسکے اراکین کو آزادانہ رائے شماری کے بعد عوام نے اپنی نمائندگی کے لئے منتخب کیا ہو۔ اسکے فرائض میں سے سب سے اہم امور قانون سازی بجٹ تیار کرنا۔ ٹیکس عائد کرنا یا منسوخ کرنا اور مکمل امور میں انضباط و تحقیقات کرنا ہے۔ دنیا کی سب سے پرانی پارلیمنٹ "آئس لینڈک ایلتھنگ" ہے۔ جس کا سنگِ بنیاد ۹۳۰ء میں رکھا گیا تھا۔ برطانوی پارلیمنٹ ایک مستقل ادارہ کی حیثیت سے ۱۲۶۵ء میں عمل میں آیا اور یہ اسی وقت سے برطانوی سیاست کا جزو لاینفک ہے۔

دنیا کے دیگر ممالک نے پارلیمنٹوں کو ۱۹ ویں یا ۲۰ ویں صدی کے اوائل میں اختیار کیا یہ امر قابل ذکر ہے کہ برطانوی پارلیمنٹ کو "پارلیمنٹوں کی ماں" کہا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کی اکثر پارلیمنٹیں دو ایوانوں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ ایک کا نام "دارالامراء" اور دوسرے کو "دارالعوام" کہتے ہیں۔ اس پارلیمنٹ کی مدت پانچ سال ہوتی ہے۔ جس کے اختتام پر نئے انتخابات کرائے جاتے ہیں اور حکومت کی دوبارہ تشکیل کی جاتی ہے۔

پارلیمانی حکومت (PARLIAMENTARY GOVERNMENT) یہ ایک ایسا طریق کار ہوتا ہے۔ جسمیں حکومت وقت پارلیمنٹ کے آگے بالخصوص ایوان زیریں کے روبرو جوابدہ ہوتی ہے اور پارلیمنٹ اس بات کی مجاز ہوتی ہے کہ وہ حکومت کو برخاست یا برطرف کر دے اور اسے مستعفی ہونے کے لئے کہے۔ جمہوریہ امریکہ اور سوئٹزرلینڈ ممالک کے سوا، اکثر ممالک کے آئین یا رواج کے مطابق یہ ضروری ہے کہ حکومت وقت کو پارلیمنٹ کا اعتماد حاصل ہو۔ عدم اعتماد یا شک و شبہ کی صورت میں حکومت پارلیمنٹ کے روبرو مسئلہ اعتماد پیش کرتی ہے جس میں شکست کھانے پر وہ وزارت کی گدیاں خالی کر دیتی ہے۔ پھر ایک نئی وزارت مرتب ہو جاتی ہے یا دوسری صورت میں پارلیمنٹ کو برطرف کر کے تمام انتخابات دوبارہ کرائے جاتے ہیں اور جو پارٹی انتخابات جیت جائے یا اکثریتی نمائندگان کی حمایت حاصل کر لے اسے حکومت کرنے کے اختیارات سونپے جاتے ہیں۔

پارلیمانی طرز حکومت میں آزادی رائے اور حزب مخالف کا ہونا بہت ضروری ہے۔ عام طور پر برطانیہ کو پارلیمانی طرزِ حکومت کے ضمن میں بطورِ سند پیش کیا جاتا ہے۔ تاہم جمہوریت غیر پارلیمانی طرز حکومت پر بھی حاوی ہو سکتی ہے۔ مثال کے طور پر امریکہ کو لیجئے جس کا نظام حکومت جمہوریت کا علمبردار ہونے کے باوجود ٹکسالی طرز کا پارلیمانی نہیں۔ اسی لئے امریکی نظام کو صدارتی حکومت کا آئینہ دار کہا جاتا ہے۔

سوئٹزرلینڈ کی حکومت امریکہ سے بھی مختلف ہے۔ وہاں حکومت کا انتخاب پارلیمنٹ کرتی ہے۔ مگر جب کبھی پارلیمنٹ اس کی تجاویز مسترد کر دے تو حکومت مستعفی ہونے کی بجائے اپنی پالیسی کو تبدیل کر لیتی ہے اور پارلیمنٹ کے احکام کی بجا آوری کے لئے حکومت کے وزراء اپنے عہدوں پر فائز رہتے ہیں۔

اس ضمن میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پارلیمنٹ یا قومی اسمبلی کے قانون کا کچھ تذکرہ کر دیا جائے۔ سو یاد رہے کہ ایکٹ آف پارلیمنٹ یعنی وہ قانون جسکو کسی ملک کی مجلس اعلیٰ یا پارلیمنٹ نے منظور کیا ہو یہ یا تو کسی خاص مفاد کے لئے ہوتے ہیں جیسے کسی بندرگاہ کی ترقی یا ریل کی توسیع وغیرہ کے لئے یا عام مفاد مقصود ہوتا ہے۔ جس کا اطلاق ہر خاص و عام پر یکساں و برابر ہوتا ہے۔ یہ انتظامی یا رواجی یا مقامی قوانین سے بالاتر ہوتا ہے۔ ایسے ہر قانون کا ایک نام یا عنوان ہوتا ہے جس سے وہ قانون پکارا جاتا ہے۔ انگلستان میں دارالعوام کی تین نشستوں میں منظور ہو جانے کے بعد دارالامراء (ایوانِ بالا) کو اس قانون کے رد کرنے کا حق نہیں رہتا ہے۔ مالیاتی قوانین دارالعوام میں ہی تیار کئے جا سکتے ہیں۔ گذشتہ دنوں ہی کویت میں ۱۹۸۶ء میں کویتی پارلیمنٹ توڑے جانے کے بعد پہلے عام انتخابات منعقد ہوئے۔ جن میں نتائج کے لحاظ سے پچاس نشستوں میں سے حزب اختلاف نے ۳۵ نشستیں جیت لی ہیں۔ جو پارلیمنٹ سات سال کے بعد منتخب ہو کر سامنے آئی ہے اس میں آنے والے ارکان مختلف سماجی۔ سیاسی۔ مذہبی۔ اقتصادی اور قبائلی گروپوں کے نمائندے ہیں۔ یہ گروپ اگرچہ کئی امور پر باہمی اعتبار سے اختلافات رکھتے ہیں لیکن مجموعی طور پر پارلیمانی نظام کو اسکا کام دینے پر متفق ہیں۔ اس انتخاب ایک خاص بات یہ سامنے آئی ہے کہ صرف مردوں کو ووٹ دینے کا حق دیا گیا ہے۔ جس پر عورتوں نے حق رائے دہی سے محرومی پر احتجاج کیا۔ کویت کے موجودہ وزیر اعظم اور ولی عہد نے یہ عندیہ ظاہر کیا ہے کہ آئندہ خواتین کو بھی ووٹ کا حق دیا جائے گا۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ قومی اسمبلی کے اجلاس کی کارروائی کے دوران حزب اقتدار اور حزب اختلاف کی سیٹیں الگ الگ ہوتی ہیں۔ یعنی دونوں گروپ علیحدہ علیحدہ اپنی نشستوں پر بیٹھ کر کارروائی میں حصہ لیتے ہیں۔ لیکن آپ یہ جان کر حیران ہوں گے کہ مغربی افریقہ میں ایک ملک جسے گھانا (گولڈ کوسٹ) کہا جاتا ہے وہاں اسمبلی کی کارروائی کے دوران دونوں گروپ اکٹھے بیٹھا کرتے تھے۔ کسی قسم کا کوئی امتیاز نہیں ہوا کرتا تھا۔ ایسا اس ملک کے ہر دلعزیز صدر کوامے انکرومہ کے عہد اقتدار میں ہوتا تھا کیونکہ ان کی ہر رکن کو ہدایت تھی کہ چونکہ تمام اراکین اور ممبران سارے ملک کے عوام کی نمائندگی کرتے ہیں لہٰذا انہیں اجلاس کی کارروائی کے دوران نمائندگی کرتے وقت باہمی محبت اور اخوت کا اظہار کرنا چاہئے۔ اس طرح ملک اور قوم کی یکجہتی بھی قائم رہے گی۔ میرے خیال میں ایسی مثال کہیں اور نہیں ملتی۔

اب ذرا کسی قدر تفصیل کے ساتھ پاکستان کی قومی اسمبلی یا پارلیمنٹ کا ذکر ہو جائے۔ یاد رہے کہ جب ۱۹۴۷ء میں پاکستان دنیا کے نقشے پر ایک عظیم اسلامی مملکت کی حیثیت سے ابھرا تو قرارداد مقاصد کی بنیاد پر ملک کا آئین تیار کرنے کے لئے دستور ساز اسمبلی نے ایک کمیٹی بنائی۔ یہ کام ایک دو سال کے عرصہ میں مکمل نہ ہونے پر ۲۱ر دسمبر ۱۹۵۴ء کو گورنر جنرل غلام محمد نے ملک کی پہلی اسمبلی کو توڑ دیا۔ پھر ۱۹۵۵ء میں دوسری دستور ساز اسمبلی کا انتخاب بالواسطہ طریقے سے ہوا۔ اس نئی اسمبلی نے ۱۹۵۶ء میں ملک کا پہلا آئین تیار کیا جسے ۲۳ مارچ ۱۹۵۶ء کو نافذ کیا گیا۔ اس آئین کی رو سے ملک کو اسلامی جمہوریہ قرار دیا گیا۔ اور ملک میں وفاقی و پارلیمانی نظام جاری ہوا۔ نئے آئین کی رو سے گورنر جنرل کی جگہ صدر نے لے لی۔ پھر اس آئین کی رو سے چاروں صوبوں کو ملا کر سیاسی اصطلاح میں ون یونٹ بنا دیا گیا۔ یعنی صرف ایک صوبہ۔ پارلیمانی نظام سے مراد ایسا نظام ہے جسمیں منتخب وزیر اعظم ملک کی انتظامیہ کا سربراہ ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے اختیارات کے استعمال کے ضمن میں قومی اسمبلی کے سامنے جوابدہ ہوتا ہے۔ اس نظام حکومت میں صدرِ مملکت کے اختیارات بہت محدود ہوتے ہیں۔ یہ نظام ۲۳ مارچ ۱۹۵۶ء سے لے کر ۷ر اکتوبر ۱۹۵۸ء تک نافذ رہا۔ پھر اسی ماہ کے آخر میں فوج کے کمانڈر انچیف جنرل محمد ایوب خان نے آئے دن کی وزارتی ردو بدل اور سیاسی پارٹیوں کی باہمی آویزش کی بنا پر اس برطانوی طرز کی پارلیمانی نظام حکومت کو ختم کرتے ہوئے مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں کو توڑ دیا اور ملک میں مارشل لاء نافذ کر دیا۔ پھر بعد میں صدارت کا عہدہ خود سنبھال لیا۔

۱۹۶۲ء میں ایک نیا آئین تیار کیا گیا جسے ۸ر جون ۱۹۶۲ء کو مارشل لاء ہٹا کر نافذ کیا گیا۔ گویا اِس آئین کی رو سے وزیر اعظم کا عہدہ ختم کر کے صدر مملکت کو انتظامی امور اور قانون سازی کے وسیع اختیارات سپرد کئے گئے۔ قومی اسمبلی کے اختیارات محدود تھے۔ لہٰذا بنیادی جمہوریت کے نظام کو آئین کا حصہ بنا دیا گیا ملک میں بالواسطہ انتخابات کا اصول بھی رائج کیا گیا۔

۱۹۶۸ء اور ۱۹۶۹ء میں صدر ایوب کیخلاف سیاسی جماعتوں کی تحریک کے نتیجہ میں صدارتی آئین کی جگہ پارلیمانی اور جمہوری آئین نافذ تو نہ ہو سکا۔ البتہ حکومت معطل ہو گئی اور اختیارات فوج کے سربراہ جنرل محمد یحییٰ خاں کے حوالے کر دیئے گئے۔ دوسرے لفظوں میں دوبارہ مارشل لاء لگا دیا گیا اور آئین کو معطل کر دیا گیا۔

دسمبر ۱۹۷۰ء میں یحییٰ خان نے عام انتخابات کرائے تاکہ منتخب نمائندے ملک کا آئین تیار کریں۔ اس انتخاب میں پاکستان پیپلز پارٹی کو اکثریت حاصل ہوئی۔ لہٰذا اس کے نمائندوں نے مارشل لاء کو ہٹانے کے لئے ایک عبوری آئین منظور کیا۔ قومی اسمبلی کے ۲۵ ر ارکان پر مشتمل ایک کمیٹی نے کافی غور و خوض کے بعد ایک مستقل آئین کا مسودہ تیار کیا۔ جسکی ۱۰ ر اپریل ۱۹۷۳ء کو صدر نے توثیق کر دی۔ یہ آئین ۱۴ ر اگست ۱۹۷۳ء کو نافذ ہوا۔ اس آئین میں صدرِ مملکت کو بہت محدود اختیارات حاصل تھے۔ اور وزیر اعظم کو بہت زیادہ۔ گویا عملی طور پر صدر وزیر اعظم کی مرضی کے بغیر کوئی اہم کام نہیں کر سکتا۔

اس آئین کی رو سے پاکستان میں پہلی مرتبہ دو ایوانوں پر مشتمل پارلیمنٹ قائم ہوئی۔ ایوان بالا کا نام سینٹ اور ایوان زیریں کا نام قومی اسمبلی رکھا گیا۔ اس میں صوبائی حکومتوں کو صوبائی خود مختاری اور عدلیہ کو آزادی کے لئے تحفظات مہیا کئے گئے۔

۵ ر جولائی ۱۹۷۷ء کو جنرل محمد ضیاء الحق نے قومی اسمبلی کو توڑ دیا اور ملک میں تیسرا مارشل لاء لگا دیا۔ اور صدرِ مملکت کا عہدہ خود سنبھال لیا۔ پھر مارچ ۱۹۸۵ء میں صدر نے ۱۹۷۳ء کے آئین میں بہت سی ترامیم کر کے اسے بحال کر دیا۔ اس نے اگرچہ پارلیمانی نظامِ حکومت کو برقرار رکھا۔ لیکن ترامیم کے ذریعے صدر کے اختیارات میں اضافہ ہو گیا۔ اور وزیرِ اعظم کے اختیارات کم ہو گئے۔

پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں اور صوبائی اسمبلیوں کے ممبران کی تعداد میں اضافہ کر دیا گیا۔ اور اس پارلیمنٹ کا نام اردو زبان میں مجلس شوریٰ رکھا گیا۔

اس بات کا خیال رکھیں کہ واقفین نو بچوں کے مزاج کے اندر پاکیزگی ہونی چاہئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان

منظور صادق

محترم ڈاکٹر خواجہ محمد افضل صاحب

موت برحق ہے۔ جو پیدا ہوا ہے اس نے ایک دن ضرور مرنا اور خدا کے حضور حاضر ہونا ہے لیکن بعض اموات اس قدر خلافِ توقع اور ناگہانی ہوتی ہیں کہ دل و دماغ انہیں قبول کرنے کو تیار نہیں ہوتے ان کا صدمہ اور غم و اندوہ بھلانے کی کوشش کرنے کے باوجود نہیں بھولتا۔ اور زخم مندمل ہونے میں خاصا وقت لگتا ہے۔ کچھ ایسا ہی واقعہ ۲۶ ستمبر کی دوپہر کو ہمارے خاندان کے ساتھ پیش آیا جب برادرم مکرم ڈاکٹر خواجہ محمد افضل صاحب مختصر علالت کے بعد ہم سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئے۔ ڈاکٹر صاحب کو وفات سے تقریباً ڈیڑھ ماہ قبل الٹراسونی گرافی کے ذریعہ پتے میں پتھری کی موجودگی کا علم ہوا تھا چنانچہ فوری طور پر اپریشن کے۔ اور ۲۷ اگست کو اسلام آباد ہاسپٹل کمپلیکس میں خود جا کر اپریشن کرایا پتے کا اپریشن میڈیکل سائنس کے آج کے ترقی یافتہ دور میں معمولی اپریشن سمجھا جاتا ہے مگر برادرم افضل صاحب کے لئے یہی اپریشن بالآخر جان لیوا ثابت ہوا۔ کیونکہ اس کے بعد یکے بعد دیگرے مختلف عوارض نے سر اٹھانا شروع کیا اور حالت روز بروز بگڑتی ہی گئی۔ ۱۹ ستمبر کو سی ایم ایچ راولپنڈی میں ان کا دوسرا اپریشن ہوا جس کا مقصد پیٹ میں جمع ہونے والے پانی کا اخراج تھا۔ یہ اپریشن ابتدا میں بظاہر کامیاب تھا مگر چند روز بعد ہی پھر پیٹ میں پانی بھر گیا اور حالت دگرگوں ہو گئی۔ ۲۶ ستمبر کو گیارہ بجے انہیں دوبارہ آئی سی یونٹ میں شفٹ کیا گیا۔ ڈاکٹروں نے حتی المقدور علاج معالجہ کیا مگر تقدیر غالب آگئی اور آپ ڈیڑھ بجے بعد دوپہر ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئے۔ اسی رات آٹھ بجے اسلام آباد میں ان کا جنازہ پڑھا گیا جس میں راولپنڈی اسلام آباد کے احباب نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ بعد ازاں ان کی میت راتوں رات ربوہ پہنچائی گئی جہاں اگلی صبح پھر جنازہ پڑھا گیا۔ بعد ازاں انہیں بہشتی مقبرہ میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

ڈاکٹر خواجہ محمد افضل صاحب رشتہ میں اگرچہ میرے ماموں زاد بھائی تھے۔ مگر ہمارا باہمی میل ملاپ اور پیار و محبت سگے بھائیوں کا سا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی جدائی کا صدمہ دل و دماغ پر گہرے اثرات چھوڑ گیا ہے اور ان کی یاد خدا جانے کب تک ستاتی رہے گی۔

ڈاکٹر خواجہ محمد افضل صاحب پیدائشی اور مخلص احمدی تھے ان کا اصل وطن ہموسان۔ مقبوضہ کشمیر تھا۔ جہاں سے وہ تقسیم ہند کے نتیجہ میں ریاست جموں و کشمیر میں شروع ہونے والے مسلم کش فسادات کے باعث ۱۹۴۸ء میں والدین کے ہمراہ نقل مکانی کر کے پاکستان آئے تھے ۱۹۵۴ء میں ان کے والدین اور بہن بھائی تو واپس کشمیر چلے گئے مگر افضل صاحب جن کی عمر اس وقت چودہ پندرہ برس تھی حصول تعلیم کے سلسلہ میں پاکستان ہی میں رہ گئے۔ یوں بچپن ہی سے وہ ماں باپ کی سرپرستی اور شفقت سے عملاً محروم ہو گئے۔ تن تنہا رہنا اور کسی کی مدد اور دستگیری کے بغیر تعلیم کا حصول اور اس راہ میں پیش آمدہ مشکلات اور مصائب کا مقابلہ کرتے ہوئے ایم بی بی ایس کی ڈگری حاصل کرنا ان کی جوانمردی، ثابت قدمی، مستقل مزاجی اور عزم صمیم کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ انہوں نے بچپن ہی میں ڈاکٹر بننے کا عزم کیا تھا جسے انتہائی کٹھن اور نامساعد حالات میں انہوں نے پورا کر دکھایا۔ اس راہ میں انہیں کن کن مشکلات سے واسطہ پڑا اور کیا کیا مصائب جھیلنے پڑے یہ ایک طویل داستان ہے۔ احمدیت سے ان کی وابستگی اور اخلاص کے ضمن میں صرف اتنا بتانا ہی کافی ہے کہ انہوں نے اپنی طالب علمی کے زمانہ ہی میں وصیت کی تھی جس پر وہ تاحیات قائم رہے اور باقاعدگی سے چندہ وصیت ادا کرتے رہے۔ وہ اپنے مریضوں کے جسمانی علاج کے ساتھ ساتھ باتوں باتوں میں ان کی روحانی امراض کا بھی علاج کرتے۔ کلینک میں فراغت کے اوقات میں دینی کتب و رسائل زیرِ مطالعہ رکھتے۔ سلسلہ کے خادمین اور غریب مریضوں کا مفت علاج کرتے اس کے علاوہ زیر اثر احباب کے تالیفِ قلوب کی خاطر بھی حتی الامکان ان سے حسنِ سلوک کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے کلینک پر آنے والے کئی غیر از جماعت مریضوں نے آپ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔ ایک خطیب نے جو اپنے بیوی بچوں کا علاج ہمیشہ ڈاکٹر محمد افضل سے کراتے بتایا کہ اس کے محلے والوں نے اسے کئی بار ان کے کلینک پر جانے سے روکنے کی کوشش کی مگر میرا جواب یہی ہوتا تھا کہ میں اس ڈاکٹر کے اخلاق کا گرویدہ ہوں۔ میرے گھر کے افراد کو تو شفا ہی ان کی دوائی سے ہوتی ہے۔ اس لئے میں کسی اور ڈاکٹر کے پاس کیوں جاؤں؟ ایک اور دوست نے بتایا کہ ڈاکٹر افضل تو ہمارے گھر کے ایک فرد تھے رات ہو یا دن جب کبھی ان کی ضرورت پڑتی ہم بلاتکلف انہیں گھر بلاتے اور وہ سب کام اور آرام تک چھوڑ کر حاضر ہو جاتے اور کبھی ماتھے پر شکن نہ آتا۔ ان کی وفات سے تو ہم ایک محسن سے محروم ہو گئے ہیں۔ الغرض اپنے تو اپنے پرائے بھی ڈاکٹر خواجہ محمد افضل صاحب کے حسن سلوک اور محبت و پیار کے گرویدہ تھے۔ سب بچوں سے پیار کرنا ان کے اخلاق کا نمایاں پہلو تھا۔ میرے بچے جب کبھی کوئی دوائی لینے کلینک پر جاتے تو دوائی کے علاوہ ان کی پھلوں یا مشروبات سے خاطر مدارت کرتے ان کے اس پیار اور محبت سے "ناجائز فائدہ" اٹھاتے ہوئے بعض اوقات بچے کسی خاص ضرورت کے بغیر ہی کلینک پر پہنچ جاتے اور کھا پی کر آجاتے۔

ہمارے کسی گھر میں کوئی بیمار ہوتا تو ڈاکٹر افضل بے چین ہو جاتے اور گرمی و سردی کی کوئی پرواہ کئے بغیر گھر پہنچتے۔ دوا تجویز کرتے۔ گھر آتے تو کبھی خالی ہاتھ نہ ہوتے بلکہ موسم کا کوئی نہ کوئی پھل ساتھ لاتے۔ بعض اوقات یہ سلسلہ کئی کئی روز چلتا۔ اپنے بچوں سے آپ کا پیار اور محبت بھی مثالی تھا۔ بالخصوص ان کی پڑھائی کے لئے آپ ہمیشہ مضطرب اور بے چین رہتے وہ چاہتے تھے کہ ان کے بچے ہمیشہ اعلیٰ نمبروں میں پاس ہوں۔ اس مقصد کے لئے آپ اپنے آرام و سکون کی بھی پرواہ نہ کرتے۔ ہمیں تو بعض اوقات بچوں کے لئے ان کی سرکھپائی کو دیکھ کر کوفت ہوتی مگر وہ اپنی دھن کے پکے تھے۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ بچوں کی تربیت کا بھی بہت خیال رکھتے۔ چنانچہ ان کی تربیت ہی کا ثمر ہے کہ آپ کے بچے کمسن اور عمر کے اعتبار سے بچپن میں ہونے کے باوجود بڑے سلجھے ہوئے۔ باادب اور فرمانبردار ہیں۔ آپ بچوں کی ایک ایک بات اور ہر حرکت پر نظر رکھتے۔

ڈاکٹر خواجہ محمد افضل صاحب ایک شریف النفس اور صاف گو اور صاف دل شخص تھے۔ جو دل میں ہوتا زبان سے بھی کہہ دیتے۔ بچپن ہی سے کسی بڑے کی سرپرستی میسر نہ ہونے کے باوجود بری صحبت سے ہمیشہ اجتناب کیا۔ آوارگی، سگریٹ نوشی، سینما بینی اور اس قسم کی دیگر سماجی برائیاں ایسے آزاد بچوں اور نوجوانوں کی فطرتِ ثانیہ ہو جاتی ہیں مگر ڈاکٹر محمد افضل صاحب کا ان تمام برائیوں سے زندگی بھر اجتناب کرنا یقیناً باعثِ تحسین ہے جبکہ انہیں کوئی روکنے اور ٹوکنے والا بھی نہیں تھا۔ اس لحاظ سے وہ گویا "سیلف میڈ" تھے۔ محترم ڈاکٹر صاحب کشمیر کے ان بدقسمت خاندانوں میں سے ہیں جو پارٹیشن کے باعث منقسم ہیں اور جن کے افراد باوجود زندہ ہونے کے ایک دوسرے کی خوشیوں اور غموں میں شریک نہیں ہو سکتے اور زندہ ہوتے ہوئے بھی ایک دوسرے کے لئے مر چکے ہیں۔

محترم ڈاکٹر صاحب کے والد صاحب کا گذشتہ سال مقبوضہ کشمیر میں انتقال ہوا مگر آپ نہ جا سکے۔ ان کی معمر والدہ کے لئے ایک جوان سال اور ہونہار بیٹے کی جدائی ناقابلِ تلافی نقصان اور ناقابل برداشت صدمہ ہے اور یہ صدمہ اس لحاظ سے دوچند ہو جاتا ہے کہ زندہ افراد اپنے جدا ہونے والے پیاروں کا آخری دیدار تک بھی نہیں کر سکتے۔ ڈاکٹر صاحب کے ایک بھائی کے سوا دیگر تمام بہن بھائی اور عزیز رشتہ دار مقبوضہ کشمیر ہی میں ہیں اور یوں ان سب کے لئے ان کی موت انتہائی اندوہناک غریب الوطنی اور کسمپرسی کی موت ہے۔ جس کا انہیں زندگی بھر قلق اور رنج رہے گا۔ محترم ڈاکٹر صاحب کی وفات اس اعتبار سے بھی ایک عظیم سانحہ ہے کہ ان کے پانچوں بچے ابھی زیرِ تعلیم ہیں اور انہیں اپنے والد کی سرپرستی کی ضرورت تھی۔ خدا کے کام خدا ہی جانتا ہے اور وہی بہتر جانتا ہے۔ یہ عاجز اس موقع پر احباب جماعت سے دردمندانہ دعا کی درخواست کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس بھائی کے درجات بلند فرمائے اور پھر جملہ پسماندگان کو صبر اور ہمت سے یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق بخشے۔ بالخصوص ان کی بیگم صاحبہ اور کمسن بچے خصوصی دعاؤں کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا از خود حامی و ناصر اور نگہبان ہو۔

خوش مزاجی اور اس کے ساتھ تحمل یعنی کسی کی بات کو برداشت کرنا یہ دونوں صفات واقفین بچوں میں بہت ضروری ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ:۔
مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہے کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز ۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۶۰۸ میں فخر احمد خلیفہ ولد طاہر احمد خلیفہ قوم مغل پیشہ طالب علم عمر ۲۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کوئٹہ حال لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷۔۶۔۹۲ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۲۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ فخر احمد خلیفہ A-134 نیو مسلم ٹاؤن لاہور۔ گواہ شد نمبر۱۔ افتخار اللہ سیال A-134 نیو مسلم ٹاؤن لاہور۔ گواہ شد نمبر۲۔ طاہر محمود A-134 نیو مسلم ٹاؤن لاہور۔

مسل نمبر ۲۸۶۰۹ میں زاہد محمود سندھو ولد چوہدری طارق محمود ظفر قوم سندھو جٹ پیشہ طالب علم عمر ۲۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن بدین حال لاہور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸۔۶۔۹۲ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۲۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ زاہد محمود 134A دارالحمد نیو مسلم ٹاؤن لاہور۔ گواہ شد نمبر۱۔ A-134 ۔ اے بلاک نیو مسلم ٹاؤن لاہور۔ گواہ شد نمبر۲۔ افتخار اللہ سیال A-134 نیو مسلم ٹاؤن لاہور۔

○ مکرم عبدالمنان صاحب ناہید تحریر فرماتے ہیں:
۱۷ ستمبر کے الفضل میں میری ایک غزل شائع ہوئی ہے۔ پہلا مصرع غلط شائع ہوگیا۔ مضمون مہمل ہوگیا
"چلو کہ چل کے تقاضائے یادِ یار کریں"
اصل مصرع یوں تھا۔
"چلو کہ دل سے تقاضائے یادِ یار کریں"
یہ غلطی کاتب کی نہیں ہو سکتی۔ میری ہوگی۔ تصحیح شائع فرمادیں تو مہربانی ہوگی۔ غزل کے ساتھ ہی اللّٰی محبت سے مجبور دو تبصرے بھی ملے۔

یوم تحریک جدید منانے کی رپورٹ

○ حسب اعلان مرکز جماعتوں نے ۲۳ اکتوبر کو یوم تحریک جدید منایا ہے بعض جماعتوں کی طرف سے اسکی رپورٹ دفتر ہذا کو بھجوائی جارہی ہے۔ جب کہ اس یوم تحریک جدید کی رپورٹ مکرم وکیل الدیوان صاحب کو بھجوائی جانی چاہیئے متعلقہ عہدیداران کرام نوٹ فرمالیں۔

(وکیل مال اول تحریک جدید)

بقیہ: صفحہ ۱ سے آگے

کی ساکھ قائم تھی۔ وہ جو کچھ کہتے تھے اس کے مطابق مال سپلائی کرتے تھے لیکن اگر یہ ساکھ نہ ہو تو تجارت چل نہیں سکتی۔ مثلاً چند دن ہوئے اخبار میں یہ خبر آئی تھی کہ فیصل آباد میں حکومت نے مسالے بنانے والی ایک کمپنی پر چھاپہ مارا تو اخبار کے کہنے کے مطابق انہیں پتہ لگا کہ ایک من ہلدی میں صرف تین سیر ہلدی ہے اور باقی گند ڈالا ہوا ہے۔

پس یہ جو تجارتی بددیانتی ہے اور اشیاء خوردنی میں کھوٹ کی ملاوٹ ہے اس سے تجارت چمکتی نہیں۔ اسی لئے جن خطوں میں تجارتی لحاظ سے بددیانت دماغ ہیں ان کی تجارت کا گراف اس طرح بنتا ہے کہ شروع میں وہ بڑی دیانتداری کے ساتھ اچھی طرح گاہکوں کو دیتے ہیں لیکن جب ان کی تجارت چمک اٹھتی ہے تو پھر وہ دھوکا دہی کے ذریعہ سے پیسے کمانے لگتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پھر وہ دیوالیہ ہو جاتے ہیں کیونکہ جب لوگوں کو پتہ لگتا ہے کہ مثلاً ہلدی کے علاوہ اس میں مضر صحت چیزیں بھی پڑی ہوئی ہیں تو لوگ ایسا مال نہیں خریدیں گے"۔

(از خطبہ فرمودہ ۱۶ دسمبر ۱۹۷۷ء)

بقیہ: صفحہ ۳ سے آگے

تو شادیوں میں شمولیت کی حماقت پر افسوس ہوا مگر جب ان کے خلوص کو دیکھتی تو ایسا لگتا کہ میں دو کشتیوں میں پاؤں رکھے ہوئے ہوں۔ لہذا بار بار کے تکرار پر میں نے اور لینا شروع کردیا اگرچہ بہت احتیاط کے ساتھ "اور لیتی"۔ مگر اس بدپرہیزی نے تو رنگ دکھانا تھا۔ چنانچہ چوتھے دن واپسی کا سفر اس قدر مشکل سے طے ہوا۔ کہ الاماں۔ اور اب باوجود دس دن گذر جانے کے اس "اور لیں" کی تکرار اور اس کے پیدا کردہ نتائج سے دوچار ہوں ادھر ڈاکٹر کی کڑوی کسیلی اور ناگوار مہک کی دواؤں سے مسلسل رابطہ رکھے ہوئے ہوں اور ڈاکٹر جو اپنا ہی بیٹا ہے جب "علاج چند روز اور جاری رکھنے کی تلقین کرتا ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ بھی "اور لیں" کی تکرار کررہا ہے مگر یہ تکرار تو مجھے قبول کرنا ہے بلکہ کررہی ہوں۔ میں اپنے مخلص عزیزوں کے خلوص سے تو متاثر ہوں مگر اپنی مجبوری کی بدولت یہ فیصلہ کرچکی ہوں کہ تقریبات میں شرکت سے گریز کروں گی۔

آجکل۔ ہائی بلڈ پریشر۔ شوگر۔ معدے اور انتڑیوں کی تکالیف کے علاوہ اور بھی کئی عوارض اکثریت کو گھیرے ہوئے ہیں۔ بظاہر ایک اچھا بھلا تندرست انسان نظر آتا ہے۔ مگر بات ہوتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ کسی نہ کسی عارضے میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے کھانے پینے میں احتیاط سے کام لے رہا ہے اس صورت میں اس کو" اور لیجئے" پر مجبور کرنا اس کو تکلیف میں مبتلا کرنا ہوگا۔ بیشک مہمان خدا کی رحمت ہوتا ہے۔ اس کی آؤ بھگت اور خاطر داری بہت ضروری امر ہے۔ اخلاقاً ایک آدھ مرتبہ کی مزید پیش کش کی جاسکتی ہے مگر بلاوجہ ڈشیں اٹھا اٹھا کر اس کو مجبور کرنا کہ آپ وہم نہ کریں کچھ نہیں ہوگا۔ لیں اور لیں۔ عین ممکن ہے کہ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی آپ کی اس مخلصانہ پیشکش کو قبول کرے مگر جب وہ تکلیف اٹھائے گا تو دوبارہ مہمان بننے سے گریز کرے گا اور یہ گریز ایک بُعد پیدا کردیگا اور یہ ایک چھوٹی سی بات۔ بہت بڑے تکلیف دہ نتائج کا موجب بن جائے گی۔

جدید ہومیوپیتھی

کیوریٹو سسٹم (CURATIVE SYSTEM) ہومیوپیتھی کی جدید ترین (MODERN) صورت ہے۔ محض چھوٹی طاقت (۳۰ پوٹینسی یا اس سے کم) کے چند مرکبات تو یورپ اور ایشیا کی کئی کمپنیاں پیش کرتی ہیں لیکن ٹنکچر (Q) سے لے کر ۶، ۳۰، ۲۰۰، ۱۰۰۰، دس ہزار اور لاکھ طاقتوں (POTENCIES) میں ۵۰۰ مکمل اور مختصر کورسز میں عام استعمال کی انسانی، حیوانی اور پولٹری ادویات کا ایک نظام صرف ہم پیش کرتے ہیں۔ پرانی، ضدی، بار بار حملہ کرنے والی اور پیچیدہ امراض کے مکمل کورسز، رہنما لٹریچر کے ساتھ ایسا آسان طریقہ علاج مہیا کرتے ہیں کہ ہومیوپیتھک ڈاکٹروں کے ساتھ ساتھ بڑی تعداد میں ایلوپیتھ ڈاکٹر اور یونانی طبیب بھی ان سے بھرپور استفادہ کررہے ہیں۔ عام پڑھے لکھے لوگ بھی استفادہ کرسکتے ہیں ـــ مفصل لٹریچر ہر شہر کے کیوریٹوسٹاکسٹوں سے مفت یا ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر بذریعہ ڈاک طلب کریں۔

کیوریٹو میڈیسن کمپنی (رجسٹرڈ) (ڈاکٹر راجہ ہومیو) **ربوہ**
فون ۶۰۶، ۶۰۷، ۷۱۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

○ ربوہ ۲۷۔ اکتوبر۔ صبح کے وقت دھوپ اچھی لگتی ہے۔ گرمی رخصت ہو چکی ہے۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپوزیشن کے احتجاجی تحریک کے مقابلے کے لئے مسلم لیگی کارکنوں کو تیار رہنے کا حکم دے دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پی ڈی اے والے چھوٹی چھوٹی جلوسیاں نکال رہے ہیں جب میں نے لاہور کی سڑکوں پر مسلم لیگ پرائمری یونٹوں کے ۵ لاکھ اور یوتھ ونگ کے ۳ لاکھ اور لیبر ونگ کے لاکھوں کارکنوں کا جلوس نکالا تو انہیں ہوش آ جائے گا۔

○ قومی اسمبلی نے کشمیریوں کی حمایت جاری رکھنے کی قرارداد منظور کی ہے قرارداد میں کہا گیا ہے کہ بھارتی حکومت کو چاہیئے کہ وہ اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق کشمیر میں استصواب کروائے مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوج کے مظالم کو انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزی قرار دیا گیا۔

○ آزاد کشمیر کے جمہوری اتحاد کے ایک رہنما نے ضرب حیدر مارچ کے دوران پولیس فائرنگ سے ہلاک ہونے والے شخص کے قتل کے الزام میں آزاد کشمیر کے وزیر اعظم سردار عبدالقیوم خان کے خلاف قتل کا مقدمہ درج کروا دیا ہے۔

○ چینی انجینئروں کے اغوا کے مسئلے پر بلوچستان کے گورنر نے صدر سے ملاقات کی اغوا کرنے والوں کو الٹی میٹم دینے کے لئے جبر کر قندھار پہنچ گیا ہے۔ ایک سرکاری ترجمان نے اس خبر کی تردید کی ہے کہ چینی انجینئروں کی بازیابی کے لئے پاک فوج نے قندھار میں کوئی کارروائی کی ہے۔

○ ترکی کے وزیر اعظم مسٹر سلیمان ڈیمرل نے واضح کیا ہے کہ ان کا ملک پاکستان کو ایف ۱۶ طیارے یا اس کے فاضل پرزے نہیں دے سکتا تاہم انہوں نے کہا کہ باہمی تعلقات بڑھانے کے لئے ہم تعاون کی بہترین مثال پیش کرتے رہیں گے۔

○ لندن میں ڈیڑھ لاکھ افراد نے وزیر اعظم جان میجر کے خلاف زبردست مظاہرہ کیا۔ مظاہرین برطانوی وزیر اعظم کی اقتصادی پالیسیوں اور کوئلے کی کانیں بند کرنے کے فیصلے کے خلاف احتجاج کر رہے تھے۔

○ افغانستان کی قیادی کونسل کا اجلاس کابل میں شروع ہو گیا ہے۔ اس میں موجودہ حکومت کے اقتدار کی مدت ختم ہونے کا جائزہ لیا گیا۔ خیال ہے کہ صدر ربانی کی حکومت کے اقتدار میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے گی۔ صدر ربانی نے شوریٰ کے انتخابات کی نگرانی کے لئے اقوام متحدہ سے نمائندے بھیجنے کا مطالبہ کر دیا۔

○ مقبوضہ کشمیر میں متعین ۴۳۰۰ بھارتی فوجی ذہنی امراض کا شکار ہو گئے ہیں۔

○ اٹک میں عظمت صحابہ کانفرنس پر ۱۰۰ مسلح افراد کا حملہ ناکام بنا دیا گیا۔ فائرنگ سے دو کانسٹیبل ہلاک ہو گئے۔ پولیس نے آنسو گیس استعمال کر کے آنے والوں کو منتشر کر دیا۔

○ کنٹرول لائن عبور کرنے کے سلسلے میں ۱۰۰ کے قریب رہنماؤں اور کارکنوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ سردار قیوم اور مقبوضہ کشمیر کے گورنر سکسینہ کے خلاف نعرے بازی کی گئی۔

○ پیر صاحب پگاڑا نے کہا ہے کہ فیملی پلاننگ ہو رہی ہے۔ لیکن فائنل راؤنڈ ابھی باقی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسئلہ کشمیر دونوں ملکوں کی حکومتوں کا پیدا کردہ ہے۔ حکمرانوں نے کبھی کسی ایشو پر حکومت کرنی ہوتی ہے مسئلہ حل ہو گیا تو وہ کیا کریں گے۔

○ اپوزیشن کی احتجاجی تحریک کے دوسرے مرحلے میں پی ڈی اے ۳۱ اکتوبر اور ۴ نومبر کو ملک گیر مظاہرے کرے گا۔

○ سندھ کی حکومت نے کہا ہے کہ حالات ٹھیک نہیں ہیں اس لئے بلدیاتی انتخابات ابھی نہیں کروائے جا سکتے۔

○ ایم کیو ایم کے مسٹر الطاف حسین نے سوال کیا ہے کہ کیا حکومت نے ۷۲ بڑوں میں سے کسی ایک پر بھی ہاتھ ڈالا ہے انہوں نے کہا کہ ایم کیو ایم کے لوگ محب وطن ہیں لٹیرے نہیں کہ ان کی گرفتاریوں پر انعام رکھے جائیں۔

○ وفاقی وزیر مملکت سردار آصف احمد علی نے کہا ہے کہ صدر کا انتخاب براہ راست ہو یا وزیر اعظم کے پاس تمام اختیارات ہونے چاہئیں۔

مفید اور مؤثر دوائیں

تریاق اٹھرا
فی ڈبی -/۱۵ مکمل کورس -/۷۵ روپے
نور نظر
اولاد نرینہ کی مشہور گولیاں -/۱۲۵ اور -/۱۰۰ روپے
زوجام عشق
تیس گولی -/۳۰۰ روپے
خورشید یونانی دواخانہ۔ ربوہ

الشفیق ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر ربوہ

قائم شدہ ۱۹۷۸ء
پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن لاہور سے منظور شدہ
فون نمبر ۵۹۲
داخلہ جاری ہے
ریفریجریشن اینڈ ائیر کنڈیشننگ۔ الیکٹریشن۔ داخلہ کے لئے تعلیم مڈل / میٹرک۔ مدت کورس ۶ ماہ ۳۰۰ گھنٹے
امتحانات حکومت لیتی ہے اور وہی سند جاری کرتی ہے

کمپیوٹر کمپوزنگ سنٹر برائے فروخت

چلتا کاروبار خریدنے والے حضرات فوری رابطہ قائم کریں۔ مالک بوجہ ملازمت ربوہ سے باہر جا رہا ہے
پاک لینڈ ٹریڈرز اینڈ نیلام گھر۔ اقصیٰ چوک ربوہ

GLUCOBOY
خون میں شوگر
ٹیسٹ کرنا اتنا آسان جیسے ایک دو تین
جدید جاپانی ایجاد۔ ڈاکٹرز اور مریضوں کے لئے تفصیلات اور فری چیکنگ کیلئے
راشد ربانی انٹرنیشنل میڈیکل سپلائرز۔ ہر قسم کی میڈیکل سپلائز کیلئے
پتہ
جمعہ کے دن۔ ۴۲/۵ دارالرحمت شرقی الف ربوہ
اتوار تا بدھ۔ لاہور۔ فیکس نمبر ۸۷۴۷۲-۸۷۴۷۴
فون نمبرز - ۸۹۳۷۶-۸۵۲۵۶

چکن کڑاہی، چرغہ، مٹن کڑاہی کا اعلیٰ معیار پیش کرنے کے ساتھ ساتھ
اب ایک اور نئی فخریہ پیشکش
مچھلی فرائی
لذیذ چرغہ ہاؤس اقصیٰ روڈ ربوہ۔ فون دکان ۹۱۸ گھر ۸۰۱